ہم مایوس نہیں لیکن............!

کنٹرول لائن کے تمام سیکٹرز میں بھارتی گولہ باری پوری قوت سے جاری ہے۔ کئی لوگ اپنی جانیں ہار چکے ہیں اور کئی ایک تیار بیٹھے ہیں۔ اب ورکنگ باؤنڈری پر بھی جھڑپیں شروع ہوگئی ہیں۔ ٹریسر گولوں کے ذریعے بیچارے سرحدی کسانوں کی تیار فصلیں فناہ کے گھاٹ اتار دی گئی ہیں۔ باؤنڈری ایریا کے رہنے والے نقل مکانی کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ زور شور سے جاری ہے۔ جس سے حالات کی کجی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایسے آتش فشانی حالات میں بھارتی وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی کشمیر کے دورے پر آچکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ''آل پارٹیز حریت کانفرنس'' کے سینئر رہنما جناب عبدالغنی لون کا سانحہ شہادت بھی پیش آچکا ہے۔ ان کے ورثا سے تعزیت کرنے کی بجائے مسٹر واجپائی نے کپواڑہ سیکٹر میں اگلے موروچوں پر موجود اپنے فوجیوں سے بڑا تند و تیز خطاب کیا اور پاکستان کو حسب معمول اپنی شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا:

''اب پاکستان کے ساتھ فیصلہ کن لڑائی کا وقت آگیا ہے اور یہ جنگ ہم جیتیں گے۔ پاکستان کے خلاف انتہائی کارروائی ناگزیر ہو چکی ہے۔ ہم اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ پاکستان کی طرف دریاؤں کے پانی کا بہاؤ کیسے روکا جائے۔ کسی کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ہمارے صبر کی کوئی انتہا نہیں۔ بھارت کو مسلط کردہ جنگ لڑنا پڑ رہی ہے، جس سے ہم فاتح کی حیثیت سے ابھریں گے۔ اس میں کسی کو شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے۔ میری یہاں آمد معنی خیز ہے۔ تاریخ شاہد رہے گی کہ ہم تاریخ کا نیا باب رقم کریں گے۔ بھارت کے سامنے ایک چیلنج ہے اور ہم اسے قبول کرتے ہیں''۔

بھارتی وزیراعظم کی تیز گفتاری اس لئے بھی پہلے سے دو چند ہے کہ تقریباً تمام مخالف پارٹیوں نے انہیں کچھ کر گزرنے کا اختیار دے کر اپنی ٹھوس حمایت ان کی جھولی میں ڈال دی ہے۔ اب وہ کسی اندرونی انتشار کی کیفیات سے بالاتر ہو کر اپنے غیض بیکراں کا اظہار کرنے لگے ہیں۔ اِدھر وطن عزیز اسلامی جمہوری پاکستان میں صورت حال بالکل الٹ ہے۔ پوری قوم حب وطن کے انمٹ جذبے سے سرشار ہونے کے باوصف بری طرح تقسیم در تقسیم کے عمل کا شکار ہے۔ جنرل مشرف کی امریکہ نواز اور افغان دشمن پالیسی نے ملت اسلامیہ پاکستان کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ یہی وجہ ہے، لوگوں کے دل و دماغ موجودہ کار پردازان حکومت سے کوئی خیر کی توقع وابستہ نہیں کر پا رہے۔ ابھی یہ زخم تازہ تھا کہ توہین رسالت قانون اور امتناع قادیانیت کی آئینی ترمیم برائے تحفظ ختم نبوت میں ترمیم کے شوشے نے جلتی پر تیل کا کام کر دیا۔ حکومت ایک طرف یقین دہانیاں کراتی ہے کہ متفقہ آئینی مسائل کو نہیں چھیڑا جائے گا لیکن دوسری طرف ووٹر فارم میں ختم نبوت کے متعلق موجود حلف نامہ ختم کر کے نیا فارم شائع کر دیا گیا جس پر سخت احتجاج کیا گیا مگر ارباب بست وکشاد اپنی ہٹ پر قائم رہے۔ اکتوبر ۲۰۰۲ء میں عام انتخابات کا

اعلان کیا گیا مگر راستے میں نامعلوم وجوہات کے تحت ریفرنڈم کا سوانگ رچایا گیا۔ تعجب ہے کہ خالی پولنگ سٹیشنوں کے باوجود جنرل صاحب آئندہ پانچ سال کیلئے صدر بن گئے۔ اس اکھاڑ پچھاڑ پر نقد و جرح ابھی جاری تھی کہ امریکی کمانڈوز پاکستان کے قبائلی علاقوں میں داخل ہوگئے۔ وہ صوبہ سرحد کے کئی دینی مدارس کی تلاشی لیتے ہوئے نہ صرف یہ کہ انتہائی بدتمیزیوں کے مظاہرے کررہے ہیں۔ بلکہ ویڈیو فلمیں بھی بنا رہے ہیں۔ وہ جہادی تنظیمیں جو ہر کٹھن مرحلے پر افواج پاکستان کا بازوئے شمشیر زن ہوا کرتی تھیں۔ انہیں بیک جنبشِ لب ''دہشت گرد'' قرار دے کر مسٹر بش کا پڑھایا ہوا سبق جنرل صاحب نے اچھی طرح یاد کر کے ریڈیو اور ٹی وی پر عوام الناس کو سنا دیا۔ علمائے کرام جو درس جہاد دینے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں انہیں بتدریج پابند سلاسل کرنا شروع کر دیا۔ انہیں مذہبی انتہا پسندی مافیا کا نام دے کر ان کی زبردست توہین کی گئی۔ مرزا قادیانی کے ''فلسفۂ جہاد اکبر واصغر'' کی تفسیر پوری توانائی سے بیان کی گئی۔ ویٹی کن سٹی کے تربیت یافتہ ٹونی بلیئر کا تیار کردہ ''تبلیغی نصاب'' یہاں رائج کرنے کی سرتوڑ کوشش تادم تحریر جاری تھی کہ اچانک بھارتی وزیراعظم درمیان میں آ ٹپکے۔ طرفین کی افواج پہلے ہی سرحدوں پر جمع ہیں۔ حالات کے مدّ وجزر نے جنرل صاحب کے دل میں بھونچال پیدا کر دیا ہے۔ قومی یکجہتی اور مورال کی بلندی کی اشد ضرورت انہیں محسوس ہوئی تو جید علماء اور عظیم سیاستدانوں سے رابطے کی ٹھانی اور بغیر کسی پیشگی تیاری کے انہیں ملاقات کی دعوت دے ڈالی۔ مرحوم علامہ اقبال کی روح سے معذرت کے ساتھ یہ شعر صدر صاحب پر صادق آتا ہے۔

گلہ تو گھونٹ دیا اہلِ ''کلیسا'' نے ترا

کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ

دینی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلس عمل اور ملک کی بڑی سیاسی جماعتوں کے اتحاد اے آر ڈی نے صدر صاحب کی دعوت ملاقات یہ کہہ کر مسترد کر دی ہے کہ:

''اُن کے پاس جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ فیصلہ پہلے کرتے ہیں اور مشاورت کا ڈھونگ رچا کر سیاستدانوں کو صرف بریفنگ دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ملکی سیاست کاروں یا علماء کی کوئی قدرومنزلت نہیں۔ وہ انہیں کھوٹے سکوں سے بھی گیا گزرا قرار دیتے ہیں، صرف ''کفر کچہری'' کی بات مانتے اور اُس پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ اس کے لئے وہ پوری قومی رائے کو بھی بلڈوز کرنے میں ذرا سی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ وہ پاکستان میں عالمی استعماری ایجنڈے پر گامزن ہیں۔ ہم قوم کے ساتھ ہیں لیکن جنرل پرویز کی کوئی مدد نہیں کر سکتے''۔

یہ کرارا جواب سن کر بھی انہوں نے حقیقت کی طرف رجوع نہیں کیا۔ البتہ اخبارات میں چھپنے والی ان کی تصویر سے بوکھلاہٹ کے آثار واضح ہیں۔ ہم اپنی عظیم مسلح افواج سے ہرگز مایوس نہیں لیکن بعض سوالیہ نشانات۔ برمحل کئے دیتے ہیں۔ مثلاً

۱۔ امریکی منصوبہ سازوں کا تیار کردہ پروگرام ۲۰۱۵ء برائے برصغیر انتہائی غیر محسوس طریقے سے پاکستان میں روبہ عمل ہے۔

۲۔ امریکہ ہمیشہ کا ہرجائی ہے۔ وہ جنگ کی صورت میں پاکستان کی بجائے بھارت کی خفیہ مدد کر کے اسے ترغیب دے گا کہ ایک طرف سے کچھ پاکستانی علاقے پر وہ قبضہ کر لے اور قبائلی علاقوں میں داخل شدہ امریکی واتحادی افواج دوسری طرف سے ایک

بڑے حصے پر قبضہ کر کے پاکستان کے ایٹمی اثاثے تباہ کر دیں گی۔ (دشمن کے منہ میں خاک) اس طرح اس ملک کا وجود ختم ہو جائے گا۔

۳۔ اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کے تبصروں سے یہ تاثر نمایاں طور پر ابھر رہا ہے کہ نام نہاد عالمی برادری پاکستان کی اپیلوں پر کان دھرنے کی بجائے طوطا چشم ہوگئی ہے۔

۴۔ بزدل ہندو بہادر ہو کر جنگ کے جنون میں مبتلا ہے۔ بھارت کے طول وعرض میں پاکستان دشمن ریلیاں نکل رہی ہیں جبکہ پاکستانی عوام میں وہ جوش وخروش فی الوقت ظاہر نہیں ہو پا رہا۔ شاید وہ بین السماء والطین ہے اور اسے آخری شکل دی جا رہی ہوگی۔

۵۔ بھارتی وزیر اعظم نے امریکہ کو کھرا جواب دے دیا ہے کہ ہم فوجیں سرحدوں سے واپس نہیں لائیں جبکہ جنرل مشرف امریکہ سے وفاداری کا مسلسل اظہار کر رہے ہیں۔ حالانکہ پوری قوم اس عمل پر شرمسار و نادم ہو کر مکمل بیزاری کا اظہار کر رہی ہے اور ہر ایک کی زبان پر یہ سوال مچل رہا ہے کہ امریکی ذلہ ربائی کی آخری حد کیا ہے؟

حکومت پاکستان کے وزیر اطلاعات اور گورنر پنجاب نے اے آر ڈی اور مجلس عمل کے خلاف خوب بھڑاس نکالی۔ انہیں بیک آواز مسترد شدہ سیاستدانوں اور بے بصیرت علماء کا گروہ کہہ کر بے وقعت کرنے کی نامشکور سعی کی۔ جنرل پرویز نے اعلان کیا ہے کہ وہ ان سیاستدانوں کو انتہائی محترم سمجھتے ہیں اور خود انہیں فرداً فرداً فون کریں گے۔ تضادات ملاحظہ فرمائیں کس نہج پر ہیں اور دواجپائی ہے کہ پاکستان کا پانی بند کر کے اسے بنجر کر دینے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ یادش بخیر! امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ۲۷ مارچ ۱۹۴۶ء کو دہلی میں ایک تقریر کے دوران فرمایا تھا: ''یہ مکار لالے تمہارا پانی بند کر دیں گے۔ اور پاکستان میں''......

زلفیں ہوں گی شانے ہوں گے
کہیں کہیں افسانے ہوں گے
دین اور مذہب کے مرقد پر
شمعیں اور پروانے ہوں گے

کس قدر چبھتے ہوئے حقائق کی نشان دہی کی ہے حضرت شاہ جیؒ نے۔ آج تم علماء کو بے بصیرت کہتے پھرتے ہو مگر یاد رکھو اُن کے کمال بصیرت کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کئی برس پیشتر ان کی زبان حقیقت ترجمان سے نکلے الفاظ کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے کہ تمہاری کوتاہ اندیشی اور افرنگ پرستی کے باعث پاکستان میں کیا کیا ہو چکا ہے۔ ابھی وقت ہے، انتہا پرستی کی رٹ چھوڑو، مذہبی مافیا کی اصطلاح ترک کرو، سرکار ختمی مرتبت ﷺ کی عصمت اور منصب ختم نبوت کا تحفظ کرو، اس سے قومی اتحاد و یکجہتی پروان چڑھے گی، دشمنان اسلام سے تعلق توڑو کہ اس میں ہماری بقا ہے اور محبّ وطن سیاستدانوں کا اکرام کرو کہ اس سے وسیع تر اتفاق رائے کو استحکام ملے گا پھر دشمن تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا۔ ان شاءاللہ!